| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر:10427/41 | فتویٰ نمبر: 69348/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## احرام کی صرف چادریں پہننے سے آدمی محرم نہیں ہوتا

1) بعض معتمرین نے صرف احرام کی چادریں پہنی ہوتی ہیں، تلبیہ پڑھنے سے پہلے ان کو احصار کا علم ہو گیا تو اب ان کا کیا حکم ہے؟

### الجواب باسم ملهم الصواب

جن حضرات نے احرام کی صرف چادریں پہنی ہیں، تلبیہ نہیں پڑھا اور عمرہ کی باقاعدہ نیت بھی نہیں کی تو وہ شرعاً محرم نہیں بنے، محرم ہونے کے لیے حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھنا ضروری ہے، لہذا ایسے حضرات اپنی چادریں اتار سکتے ہیں، ان پر دم اور عمرہ کی قضاء وغیرہ کچھ بھی لازم نہیں۔

**الهداية في شرح بداية المبتدي (135/1) دار احياء التراث العربي-بيروت:**

قال: " وإذا لبّى فقد أحرم " يعني إذا نوى لأن العبادة لا تتأدى إلا بالنية إلا أنه لم يذكرها لتقدم الإشارة إليها في قوله اللهم إني أريد الحج" ولا يصير شارعا في الإحرام بمجرد النية ما لم يأت بالتلبية " خلافا للشافعي رحمه الله لأنه عقد على الأداء فلا بد من ذكر، كما في تحريمة الصلاة ويصير شارعا بذكر يقصد به التعظيم سوى التلبية فارسية كانت أو عربية هذا هو المشهور عن أصحابنا رحمهم الله-

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر:10427/41 | فتویٰ نمبر: 69349/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## احرام باندھنے کے بعد محصر ہو جانے کا حکم

2) بعض نے احرام کی چادریں پہننے کے ساتھ ساتھ تلبیہ بھی پڑھ لیا ہے، اب عمرہ کرنے سے روک دیا گیا ہے تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

### الجواب باسم ملهم الصواب

جن حضرات نے عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا ہے تو وہ محرم بن چکے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اولاً وہ انتظار



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

دارالافتاء جامعۃ الرشید سے جاری ہونے والا ہر فتویٰ درج کیے گئے سوال کے مطابق دیا جاتا ہے، اگر صورتِ حال پوچھے گئے سوال کے برعکس ہو تو فتویٰ کالعدم سمجھا جائے گا۔

کریں، اگر عمرہ کی اجازت مل جائے تو عمرہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور اگر بالفرض اجازت نہ ملے تو ان کے احرام کھولنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ حرمِ مکہ میں کسی کو وکیل بنا کر ایک دم (بکرا، دنبہ یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ) دیدیں، دم دینے کے بعد حلق یا قصر کروالیں تو زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر بغیر حلق یا قصر کے احرام کھول دیا تو بھی جائز ہے، البتہ یہ بات یاد رہے کہ ان لوگوں کا حرم میں جانور ذبح ہونے سے پہلے احرام کھولنا جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی شخص کے لیے حرم میں دم دینے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر عمل کیا جاسکتا ہے:

**پہلی صورت:** امام ابویوسف رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے ایک متوسط جانور کی قیمت صدقہ کردی جائے اور صدقہ کرنے کے لیے حرم شریف کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی علاقے کے فقراء و مساکین کو یہ صدقہ دیا جاسکتا ہے۔

**دوسری صورت:** فقہائے شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اپنے مقام (جس شہر میں احصار کا تحقق ہوا ہو، یعنی جس جگہ عمرہ کے افعال ادا کرنے سے روک دیا گیا ہو) پر جانور ذبح کرکے احرام کھول دیا جائے، کیونکہ فقہائے حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک جس جگہ آدمی محصر (احرام باندھنے کے بعد جس کو حج وعمرہ کے افعال ادا کرنے سے منع کر دیا گیا ہو) بنا ہو اسی جگہ پر دم دینے سے بھی حلال ہو سکتا ہے اور حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک اگر حرم شریف میں جانور ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو حنابلہ کی طرح اسی جگہ پر دم دینا جائز ہے۔

نیز احرام کھولنے کے بعد مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں ان لوگوں پر آئندہ زندگی میں کسی بھی وقت اس عمرہ کی قضاء بھی لازم ہوگی۔

**نوٹ:** حرم شریف میں دم پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں دونوں قول اس لیے ذکر کیے گئے ہیں کہ ہر قول میں ایک وجہ ترجیح موجود ہے، امام ابویوسف رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرنے سے اگرچہ دم (جو کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے) سے اعراض لازم آئے گا، مگر اس صورت میں خروج عن المذہب لازم نہیں آئے گا۔ اسی طرح شوافع اور حنابلہ کے مذہب پر عمل کرنے سے اگرچہ خروج عن المذہب لازم آتا ہے، مگر اس صورت میں دم سے متعلق صحیح احادیث پر عمل ہو جائے گا۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

**تحفة الفقهاء (416/1) دار الكتب العلمية، بيروت:**

ومنها حكم الإحصار وهو أن يبعث الهدي إلى الحرم أو يأمر رجلا ليشتري هديا ثمة ويواعده بأن يذبحه عنه ثمة في يوم معين فإذا ذبحه عنه يحل له كل شيء ولا يحتاج إلى الحلق في قول أبي حنيفة ومحمد وإن فعل فحسن،وقال أبو يوسف ينبغي أن يحلق وإن لم يفعل فلا شيء عليه وروي عنه أنه واجب لا يسع تركه وله أن يرجع إلى أهله إذا بعث الهدي سواء ذبح عنه أو لا لأن إذا لم يتمكن من المشي إلى الحج فلا فائدة في المقام ومنها أن يتحلل بشاة وإن كان اسم الهدي يقع على الشاة والإبل والبقر لما روى جابر أن النبي عليه السلام أمر الناس عام الحديبية أن يتحللوا بشاة ويذبحوا البقرة عن سبعة ومنها أن هدي الإحصار لا يجوز ذبحه إلا في الحرم عندنا۔

**المبسوط للسرخسي (107/4) دار المعرفة –بيروت:**

وأما قضاء العمرة فلأنه صار في معنى فائت الحج حين كان خروجه بعد صحة الشروع قبل أداء الأعمال، وعلى فائت الحج أعمال العمرة فإذا لم يأت بها كان عليه قضاء العمرة أيضا.

**الدر المختار مع حاشية ابن عابدين (591/2) دار الفكر-بيروت:**

حل له التحلل فحينئذ (بعث المفرد دما) أو قيمته فإن لم يجد بقي محرما حين يجد أو يتحلل بطواف وعن الثاني أنه يقوم الدم بالطعام ويتصدق به فإن لم يجد صام عن كل نصف صاع يوما۔

قال الرافعي رحمه الله تعالى:

(قوله: رده في الفتح بأنه مخالف للنص) قلت لا نص في المسئلة عن الشارع لا من الكتاب ولا من السنة والمقيس عليه موجود في الشريعة وهو كفارة صيد الحرم بطريق التخيير أو كفارة الحلق بعذر على طريق الترتيب فيقبل وكيف لايقبل وهو اجتهاد بعض المجتهدين المطلعين على قواعد أصول الدين كأبي يوسف وقد تبعه على ذلك الشافعي أيضا مع جلالته ففي المرغيناني عن التحفة عن الشافعي يصوم عشرة أيام وهذا قول أبي يوسف الاخر، أقول ولعلهما قاسا هذا على من لم يجد الهدي ممن كان قارنا أو متمتعا كما نزل به القران أيضا والحاصل أن هذا وجه ما قيل يصوم عشرة أيام ثم يتحلل وقياس كفارة الحلق بعذر وجه ماقيل يصوم ثلاثة أيام وكفارة صيد الحرم وجه ماقيل يصوم بإزاء كل نصف صاع يوما ولكل وجهة غير خارجة عن الشريعة فكن متأدبا في حق الأئمة. سندي۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

**الشرح الكبير على متن المقنع (348/3) عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (المتوفى: 682هـ) دار الكتاب العربي، بيروت:**

فأما دم الإحصار فيخرجه حيث أحصر من حل أو حرم نص عيه أحمد وهو قول مالك والشافعي فإن كان قادراً على أطراف الحرم ففيه وجهان (أحدهما) يلزمه نحره فيه لأن الحرم كله منحر وقد قدر عليه (والثاني) ينحره في موضعه لأن النبي صلى الله عليه وسلم نحر هديه في موضعه وعن أحمد رحمه الله ليس للمحصر نحر هديه إلا في الحرم فيبعثه إلى الحرم ويواطئ رجلاً على نحره في وقت يتحلل وهذا يروي عن ابن مسعود رضي الله عنه فيمن لدغ في الطريق وروى ذلك كعن الحسن والشعبي وعطاء لأنه أمكنه النحر في الحرم أشبه مالو حصر فيه قال شيخنا وهذا والله أعلم فيمن كان حصره خاصاً أما الحصر العام فلا ينبغي أن يقوله أحد لأن ذلك يفضي إلى تعذر الحل لتعذر وصول الهدي إلى محله ولأن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه ونحروا هداياهم بالحديبية وهي من الحل.

**الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (534/3) علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان المرداوي الحنبلي (المتوفى: 885هـ) دار إحياء التراث العربي، بيروت:**

قوله (ودم الإحصار يجزئه حيث أحصر) هذا المذهب، نص عليه، وعليه الأصحاب، وعنه لا يجزئه إلا في الحرم، فيبعثه إليه، ويواطئ رجلا على نحره وقت تحلله. قال في المبهج: قال بعض أصحابنا: لا ينحر هدي الإحصار إلا بالحرم قال المصنف: هذا فيمن كان حصره خاصا. أما الحصر العام فلا يقوله أحد. وتقدم التنبيه على ذلك عند قوله " الثاني دم المحصر".

**البيان في مذهب الإمام الشافعي (394/4) أبو الحسين يحيى بن أبي الخير الشافعي (المتوفى: 558هـ) دار المنهاج - جدة:**

فإن كان واجدا للهدي فعليه أن يخرجه، فإن كان في الحرم نحر هديه فيه وتحلل. وإن كان في الحل، فإن كان لا يمكنه إيصال الهدي إلى الحرم جاز أن يذبح هديه حيث أحصر، وإن كان يمكنه إيصاله إلى الحرم ففيه وجهان:

أحدهما: لا يجوز له ذبحه إلا في الحرم؛ لأنه يقدر على إيصاله إلى الحرم، فلزمه نحره فيه، كما لو أحصر فيه.

والثاني: أنه بالخيار: بين أن يبعث به إلى الحرم، وبين أن يذبحه حيث أحصر؛ لأنه موضع تحلله، فهو كما لو لم يكن قادرا على إيصاله. هذا مذهبنا.

**الأم للشافعي (184/2) دار المعرفة–بيروت:**

(قال الشافعي – رحمه الله تعالى –) : في المحصر بعدو يسوق هديا واجبا أو هدي تطوع، ينحر كل واحد منهما حيث أحصر ولا يجزي واحد منهما عنه من هدي الإحصار لأن كل واحد منهما وجب عليه الواجب بوجوبه والتطوع بإيجابه، قبل أن يلزمه هدي الإحصار، فإذا أحصر فعليه هدي سواهما يحل به۔

**المجموع شرح المهذب (298/8) دار الفكر، بيروت:**

(فإن أحصرتم فما استيسر من الهدي) فان كان في الحرم ذبح الهدي فيه وان كان في غير الحرم ولم يقدر على الوصول إلى الحرم ذبح الهدي حيث أحصر لان النبي صلى الله عليه وسلم نحر هديه بالحديبية وهي خارج الحرم وأن قدر على الوصول إلى الحرم ففيه وجهان: (أحدهما) يجوز له أن يذبح في موضعه لانه موضع تحلله فجاز فيه الذبح كما لو أحصر في الحرم (والثاني) لا يجوز أن يذبح إلا في الحرم لانه قادر على الذبح في الحرم فلا يجوز أن يذبح في غيره كما لو أحصر فيه ويجب أن ينوي بالهدي التحلل لان الهدي قد يكون للتحلل وقد يكون لغيره فوجب أن ينوي ليميز بينهما ثم يحلق لما روى ابن عمر رضي الله عنهما (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج معتمرا فحالت كفار قريش بينه وبين البيت فنحر هديه وحلق رأسه بالحديبية۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69350/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## عمرہ کرنے کے بعد مدینہ سے دوبارہ حرم جانا

3) کئی معتمرین سفری نظم کے تحت ایک عمرہ کر چکے ہیں، لیکن مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ اور پھر مکہ مکرمہ سے واپس اپنے ملک آنا ہوتا ہے، اس نظم کو حکومتی قوانین کی وجہ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا، جیسا پیکج ہوتا ہے ویسا ہی کرنا پڑتا ہے، کئی معتمرین نے مسجد علی رضی اللہ عنہ (ذی الحلیفہ) سے احرام باندھا، لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حکومت نے عمرہ نہیں کرنے دیا، جبکہ فلائٹ کے اوقات میں ردوبدل تقریباً ناممکن ہے، اس صورتحال میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان پر عمرہ کی قضاء لازم ہوگی؟ جبکہ یہ حضرات جدہ تا مکہ سفر میں اس سے قبل پیکج کے مطابق ایک عمرہ کر چکے ہیں۔ نیز بعض لوگوں نے ابھی تک مدینہ سے آتے ہوئے احرام نہیں باندھا، ان کے لیے کیا حکم ہے؟



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن ALMUFTI ONLINE
دار الافتاء جامعۃ الرشید سے جاری ہونے والا ہر فتویٰ درج کیے گئے سوال کے مطابق دیا جاتا ہے، اگر صورتحال پوچھے گئے سوال کے برعکس ہو تو فتویٰ کالعدم سمجھا جائے گا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

جو لوگ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے احرام باندھ چکے ہیں اور ان کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا ہے ان کے لیے حکم یہی ہے کہ حرم میں جانور ذبح کروانے کے بعد احرام کھولیں اور پھر آئندہ زندگی میں کسی وقت عمرہ کی قضاء کر لیں۔ جیسا کہ جواب نمبر 2 میں تفصیل گزر چکی ہے۔ البتہ جن لوگوں نے ابھی تک احرام نہیں باندھا اور وہ پہلے عمرہ بھی کر چکے ہیں اور اب ان کو حکومتی نظم کے مطابق حرم مکہ لازمی جانا ہے تو ایسے لوگوں کے لیے درج ذیل دو صورتیں ہیں:

**پہلی صورت:** اگر ممکن ہو تو پہلے اپنے لیے حِل (حرم اور میقات کا درمیانی علاقہ) میں کوئی حاجت سوچیں، خواہ وہ کسی سے بامقصد ملاقات ہی ہو اور پھر اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے حل میں کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ کر لیں اور کچھ دیر مثلاً: ایک دن یا ایک رات وغیرہ ٹھہر کر آگے حرم کی طرف تشریف لے جائیں، اس صورت میں جب یہ لوگ پہلے حل میں قیام کریں گے تو یہ شرعاً حلی (ان لوگوں میں سے ہوں جائیں گے جو حرم اور میقات کے درمیانی علاقوں میں رہتے ہیں) بن جائیں گے اور اہلِ حل کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ جا سکتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں ان لوگوں پر احرام باندھنا ضروری نہیں ہوگا اور حرم میں بغیر احرام کے جانے کی وجہ سے دم اور عمرہ کی قضاء بھی لازم نہیں ہوگی۔ البتہ یہ بات یاد رہے کہ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے حِل کی نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ حِل کا قصدِ اوّلی یعنی کسی حاجت کے پیشِ نظر پہلے حل کے علاقے میں باقاعدہ ٹھہرنے کی نیت ہو اور پھر اس کے بعد حرم میں جانے کا ارادہ ہو۔

الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني (2/ 519) إدارة القرآن والعلوم الإسلامية - كراتشي:

كوفي أراد بستان بني عامر لحاجة ثم بدا له بعد ما قدم البستان أن يحج فأحرم من البستان فلا شيء عليه وإن أراد أن يدخل مكة بغير إحرام لحاجة فله ذلك۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

**تقریرات الرافعی علی ردالمحتار (169/2) ایچ ایم سعید:**

(قوله لكن ينافيه قولهم "ثم بدا له دخول مكة" الخ) يندفع الإشكال في هذه المسألة بأن المجوز لدخول مكة غير محرم أحد أمرين:- (1) الأول أن يقصد الحل لحاجة ثم يبدو له دخول مكة، وهذا ما ذكره في الكافي واللباب و البدائع. (2) و الثاني أن يقصد دخول الحل قصدًا أوليًا مع قصد دخول مكة قصدًا ضمنيًا، و هو ما أشار له في البحر وذكره في شرح اللباب، وهو مرادهم بالحيلة. و من ذكر القسم الأول لم ينف كفاية القسم الثاني، فيعمل بكلا النصين، تأمل.

**دوسری صورت:** حضراتِ شافعیہ کے مذہب پر عمل کرلیں، یعنی عمرہ کی نیت نہ کریں اور بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو جائیں، کیونکہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک جو شخص پہلے فرض حج اور عمرہ کر چکا ہو اور اب وہ حج اور عمرہ کے ارادہ کے بغیر اپنی کسی ضرورت کے پیشِ نظر حرم شریف میں داخل ہونا چاہے تو اس میں حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کے تین قول ہیں:

**پہلا قول:** اگر یہ شخص کسی ظالم کے ظلم یا کسی درندے کے خوف سے اپنی جان بچانے کے لیے حرم میں داخل ہو تو اس پر دم اور عمرہ وغیرہ کوئی چیز لازم نہیں۔

**دوسرا قول:** اگر یہ شخص تجارت یا مریض کی عیادت یا کسی سے ملاقات وغیرہ (مطلب یہ کہ اس کام کے لیے بار بار نہ جانا پڑتا ہو) کی غرض سے جائے تو اس میں حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کے دو قول ہیں: پہلا قول یہ کہ اس پر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے۔ اس قول کو علامہ بغوی، علامہ مسعودی، علامہ ابن القاضی اور بعض دیگر شوافع حضرات رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، بعض حضرات نے اس قول کو "اشہر" بھی کہا ہے۔ دوسرا قول یہ کہ احرام باندھنا لازم نہیں، بلکہ صرف مستحب ہے، لہذا اگر یہ شخص بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو گیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہو گا۔ اس قول کو امام غزالی، امام ابو محمد جوینی اور الشیخ ابو حامد وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، اس کی تفصیل المہذب للشیرازی، المجموع للنووی اور امام ابو الحسین یحی بن ابوالخیر (المتوفی: 558ھ) کی البیان فی مذہب الامام الشافعی رحمہ اللہ میں موجود ہے۔

**تیسرا قول:** اس کو کسی ذاتی ضرورت وحاجت کی وجہ سے بار بار حرم میں آنا جانا پڑے، جیسے لکڑیاں چننا اور گھاس کاٹنا وغیرہ۔ اس صورت میں بھی حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک بغیر حج اور عمرہ کے احرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونا جائز ہے۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

سوال میں ذکر کی گئی صورت دوسرے قول کے تحت داخل ہوتی ہے، جس میں دو قول ہیں اور دونوں طرف فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کی بڑی تعداد موجود ہے اور دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے، البتہ اکثر حضرات نے دوسرے قول کو صحیح قرار دیا ہے، اسی لیے علامہ وہبۃ الزحیلی شافعی رحمہ اللہ نے بھی "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں اسی قول کو اصح کہا ہے، اس لیے مجبوری کے پیشِ نظر حنفی شخص کے لیے شافعیہ کے اس قول کو لینے کی گنجائش ہے، لہذا جو لوگ پہلے عمرہ کر چکے ہیں وہ مذہب شافعی پر عمل کرتے ہوئے بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو سکتے ہیں اور ان پر دم اور عمرہ کی قضاء لازم نہیں ہو گی۔ نیز بغیر احرام کے حرم جانے کے سلسلہ میں مالکیہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اس پر عمرہ کی قضاء وغیرہ لازم نہیں، البتہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے توبہ اور استغفار کرنا لازم ہو گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ جس شخص نے زندگی میں پہلے عمرہ نہ کیا ہو اس کے لیے شافعیہ اور مالکیہ کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ شافعیہ کے نزدیک یہ گنجائش صرف اس شخص کے لیے ہے جو پہلے اپنا فرض عمرہ ادا کر چکا ہو اور مالکیہ کے نزدیک اگرچہ یہ گنجائش سب کے لیے ہے، خواہ پہلے عمرہ کیا ہو یا نہ، مگر چونکہ ان کے بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ نے زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ کو سنت واجبہ اور بعض نے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے، اس لیے ان لوگوں کے لیے احتیاط اسی میں ہے کہ حنفیہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دم دے کر حلال ہو جائیں اور پھر بعد میں عمرہ کی قضاء کر لیں۔

**المجموع شرح المهذب (11/7) دار الفكر، بيروت:**

(وأما) حكم المسألة فقال أصحابنا إذا حج واعتمر حجة الإسلام وعمرته ثم أراد دخول مكة لحاجة لا تتكرر كزيارة أو تجارة أو رسالة أو كان مكيا مسافرا فأراد دخولها عائدا من سفره ونحو ذلك فهل يلزمه الإحرام بحج أو عمرة فيه طريقان:

(أحدهما) أنه مستحب قولا واحدا حكاه القاضي أبو الطيب في المجرد في آخر باب مواقيت الحج عن أبي موسى المروزي وقطع به سليم الرازي في كتابه الكافية وحكاه أيضا الرافعي وآخرون (وأصحهما) وأشهرهما فيه قولان: (أحدهما) يستحب ولا يجب (والثاني) يجب ودليل القولين في الكتاب واختلفوا في أصحهما فصحح ابن القاص والمسعودي والبغوي وآخرون الوجوب وصحح الشيخ أبو حامد وأصحابه والشيخ أبو محمد الجويني والغزالي والأكثرون الاستحباب وصححه أيضا الرافعي في المحرر قال البندنيجي وهو نص الشافعي في عامة كتبه۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
... Sector 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
AL-MUFTI ONLINE

المهذب في فقة الإمام الشافعي للشيرازي (358/1) دار الكتب العلمية، بيروت:

ومن حج واعتمر حجة الإسلام وعمرته ثم أراد دخول مكة لحاجة نظرت فإن كان لقتال أو دخلها خائفاً من ظالم يطلبه ولا يمكنه أن يظهر لأداء النسك جاز أن يدخل بغير إحرام لأن النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح بغير إحرام لأنه كان لا يأمن أن يقاتل ويمنع النسك وإن كان دخوله لتجارة أو زيارة ففيه قولان: أشهرهما أنه لا يجوز أن يدخل إلا بحج أو عمرة لما روى ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا يدخل أحدكم مكة إلا محرماً ورخص للحطابين والثاني أنه يجوز لحديث الأقرع بن حابس وسراقة بن مالك وإن كان دخوله لحاجة تتكرر كالحطابين والصيادين جاز بغير نسك لحديث ابن عباس ولأن في إيجاب الإحرام على هؤلاء مشقة فإن دخل بتجارة وقلنا إنه يجب عليه الإحرام فدخل بغير إحرام لم يلزمه القضاء لأنا لو ألزمناه القضاء لزمه لدخوله للقضاء قضاء ولا يتناهى قال أبو العباس بن القاص: فإن دخل بغير إحرام ثم صار حطاباً أو صياداً لزمه القضاء لأنه لا يلزمه للقضاء قضاء.

البيان في مذهب الإمام الشافعي (14/4) أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم العمراني اليمني الشافعي (المتوفى: 558هـ) دار المنهاج - جدة:

**[مسألة دخول مكة لغير الحج]** ومن أراد دخول مكة لغير الحج والعمرة فهو ينقسم على ثلاثة أضرب:

**أحدها:** أن يدخلها لقتال، مثال: أن يكون فيها قوم بغاة على الإمام، فيحتاج إلى قتالهم، أو يدخلها خائفا من ظالم، أو يخاف غريما له يلازمه ويحبسه، ولا يتمكن من أداء حقه، فيجوز له أن يدخلها بغير إحرام؛ ل-«أن النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - دخلها يوم الفتح وعلى رأسه المغفر»، وهذه صفة من ليس بمحرم. فإن قيل: فهذا كان خاصا له لأنه قال-- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ --: «مكة حرام، لم تحل لأحد قبلي ولا تحل لأحد بعدي، ولم تحل لي إلا ساعة من نهار». فالجواب: أن معناه: أحلت لي ولمن هو في مثل حالي.

فإن قيل فعندكم: أنه دخلها مصالحا. قلنا: إنما وقع منه الصلح مع أبي سفيان، ولم يك- -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- آمنا من غدرهم، فلذلك دخلها بغير إحرام.

**والضرب الثاني:** أن يدخلها لتجارة، أو زيارة، أو كان مكيا، فسافر إلى غيرها، ثم رجع إلى وطنه. ففيه قولان:

أحدهما: يستحب له الإحرام، ولا يجب عليه، وبه قال ابن عمر، لما روي: «أن الأقرع بن حابس قال: يا رسول الله، الحج مرة أو أكثر؟ فقال: بل مرة، وما زاد فهو تطوع» ولأنه داخل إلى مكة لغير نسك، فلم يجب عليه الإحرام، كالحطابين.



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

والثاني . هو الأشهر .: أنه يجب عليه الإحرام؛ لقوله . – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – .: «لم تحل لأحد قبلي، ولا تحل لأحد بعدي، ولم تحل لي إلا ساعة من نهار» .

والضرب الثالث: أن يدخلها لحاجة تتكرر، كالحطابين، والصيادين، ومن ينقل الميرة، فالمنصوص: (أنه يجوز لهم أن يدخلوها بغير إحرام).

غير أن الشافعي قال: (ينبغي لهم أن يحرموا في كل سنة مرة؛ لكي لا يستخفوا بحرمة الحرم، ولا تلحقهم مشقة في ذلك).

والأول أصح؛ لأن دخولهم يكثر، فلو أوجبنا عليهم الإحرام.. شق وضاق، ولا معنى لوجوبه في وقت دون وقت. وهذا نقل الشيخ أبي حامد.

## الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي (2130/3) دار الفكر - سوريّة - دمشق:

**حكم الداخل إلى مكة بعد أن حج واعتمر:** قال الشافعية: من حج واعتمر حجة الإسلام وعمرته، ثم أراد دخول مكة لحاجة لا تتكرر، كزيارة أو تجارة أو رسالة، أو كان مكياً مسافراً، فأراد دخولها عائداً من سفره، فهل يلزمه الإحرام بحج أو عمرة؟ فيه تفصيل:

**أ-** إن دخلها لقتال بغاة أو قطاع طريق أو غيرهما من القتال الواجب أو المباح، أو دخلها خائفاً من ظالم أو غريم يمسه، وهو معسر لا يمكنه الظهور لأداء النسك إلا بمشقة ومخاطرة، لم يلزمه الإحرام بلا خلاف؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح بغير إحرام؛ لأنه كان لا يأمن أن يقاتل.

ب . يستحب لكل داخل إلى مكة لا يتكرر دخوله الإحرام، ويكره الدخول بغير إحرام، فمن دخل مكة لحاجة لا تتكرر كالتجارة والزيارة وعيادة المريض، فالأصح عند الشافعية أنه يستحب له الإحرام، ولا يجب مطلقاً. وقال مالك وأحمد: يلزمه، وقال أبو حنيفة: إن كانت داره في الميقات أو أقرب إلى مكة، جاز دخوله بلا إحرام، وإلا فلا.

ج من كان يتكرر دخوله كالحطاب والحشاش والصياد والسقّاء والبريد والسائقين ونحوهم، يجوز دخوله بغير نسك، لما روى ابن عباس: «لا يدخل أحد مكة إلامحرماً، ورخص للحطابين» ولأن في إيجاب الإحرام على هؤلاء مشقة.

## المدونة الكبرى (407/1) مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: 179هـ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت:

قلت لابن القاسم: أرأيت لو أن رجلا من أهل مصر دخل مكة بغير إحرام متعمدا أو جاهلا ثم رجع إلى بلده، أيكون عليه لدخول الحرم بغير إحرام حجة أو عمرة؟ قال: لا يكون عليه شيء ولكنه رجل عصى وفعل ما لم يكن ينبغي له.



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن

قال ابن القاسم: إنما تركت أن أجعل عليه أيضا حجة أو عمرة لدخوله هذا للذي قال ابن شهاب، إن ابن شهاب كان لا يرى بأسا أن يدخل بغير إحرام.

التهذيب في اختصار المدونة (511/1):

ومن دخل مكة بغير إحرام متعمداً أو جاهلاً فقد عصى ولا شيء عليه، لأن ابن شهاب كان لا يرى بأساً أن يدخل مكة بغير إحرام، وخالفه مالك وقال: لا أحب لأحد من الناس أن يقدم من بلده فيدخل مكة بغير إحرام۔

عيون المسائل للقاضي عبد الوهاب المالكي (ص: 273) و محمد عبد الوهاب بن علي بن نصر الثعلبي البغدادي المالكي (المتوفى: 422هـ) دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت:

ومن دخلها بغير إحرام، فلا قضاء عليه سواء عاد من سنته، فحج أو لم يحج، وبه قال الشّافعيّ.

مواهب الجليل في شرح مختصر خليل (2/ 466) شمس الدين أبو عبد الله محمد بن محمد المعروف بالحطاب الرُّعيني المالكي (المتوفى: 954هـ) دار الفكر، بيروت:

وأما العمرة فهي سنة مؤكدة مرة في العمر وأطلق المصنف – رحمه الله – في قوله: إنها سنة مرة في العمر ولا بد من زيادة كونها مؤكدة كما صرح به غير واحد من أهل المذهب، قال في الرسالة: والعمرة سنة مؤكدة مرة في العمر وقال في النوادر: قال مالك: العمرة سنة واجبة كالوتر لا ينبغي تركها انتهى. وقال ابن الحاج في منسكه هي أوكد من الوتر، وفي الموطإ قال مالك: العمرة سنة ولا نعلم أحدا من المسلمين رخص في تركها انتهى. قال أبو عمر: حمل بعضهم قول مالك في الموطإ لا نعلم من رخص في تركها على أنها فرض وذلك جهل منه انتهى.

وقال ابن الحاج في منسكه: قال مالك: العمرة سنة مؤكدة وليست بفرض كالحج وهي أوكد من الوتر وقد قيل: إن قوله تعالى {والعمرة لله} [البقرة: 196] بعد قوله {وأتموا الحج والعمرة لله} [البقرة: 196] كلام مؤتنف وقد قرئت بالرفع، وقيل: إنما أمر بإتمامها من دخل فيها، وقال ابن حبيب وأبو بكر بن الجهم: هي فرض كالحج، وبه قال الشافعي وبه قال جماعة من أهل المدينة والمشهور الأول؛ لقوله – عليه الصلاة والسلام –: «الحج جهاد والعمرة تطوع» رواه الترمذي وقال: حديث حسن۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69351/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## مدینہ منورہ سے احرام کے بعد محصر کیسے حلال ہوگا؟

4) مدینہ منورہ سے احرام باندھ کر آنے والے لوگ عمرہ کے احرام سے کیسے حلال ہوں گے؟

الجواب باسم ملہم الصواب

اس کا جواب سوال نمبر 2 اور 3 کے جواب میں گزر چکا ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69352/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## محصر قضائے عمرہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہوگا؟

5) اگر دوبارہ قضائے عمرہ کی استطاعت نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ بعض معتمرین کو اہلِ خیر حضرات تبرعاً بھیجتے ہیں، ذاتی طور پر استطاعت نہیں رکھتے۔

الجواب باسم ملہم الصواب

ایسے حضرات جن پر محصر (جو احرام باندھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے عمرہ اور حج نہ کر سکتے ہوں) ہونے کی وجہ سے عمرہ کی قضاء لازم ہو چکی ہے اور وہ مالی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے عمرہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ان کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اوّلا انتظار کریں، شاید زندگی میں کسی وقت اللہ تعالیٰ مالی وسعت دیدیں تو عمرہ کی قضاء کر لیں، اگر بالفرض زندگی میں مالی اعتبار سے استطاعت حاصل نہ ہو تو وفات سے قبل وصیت کر دیں کہ ان کے ترکہ سے عمرہ کی قضاء کروائی جائے۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ وصیت کل ترکہ کے تہائی مال میں نافذ ہوگی، تہائی سے زائد مال وصیت میں خرچ کرنا ورثاء کی رضامندی پر موقوف ہوگا، اگر وہ راضی ہوں تو بقیہ مال کو شامل کر کے عمرہ کروا دیا جائے گا، نیز اگر تہائی مال سے اپنے وطن سے عمرہ کروانے کا خرچہ پورا نہ ہوتا ہو تو



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن

جہاں سے عمرہ کا خرچ پورا ہو سکتا ہو وہاں سے کروادیا جائے، یعنی اگر جدہ سے عمرہ ہو سکتا ہو تو وہاں سے، ورنہ مکہ مکرمہ سے ہی کسی شخص کو رقم دے کر عمرہ کروادیا جائے۔

نیز جن مخیّر حضرات نے اس مرتبہ ان لوگوں کو عمرہ کے لیے بھیجا ہے ان کو چاہیے کہ حکومت کی طرف سے واپس کی گئی رقم اپنے پاس روک لیں اور پھر پابندی ختم ہونے پر دوبارہ انہی لوگوں کو عمرہ کی قضاء کے لیے بھیج دیں تو ان لوگوں کے عمرہ کی قضاء بھی ہو جائے گی اور بھیجنے والوں کو پورا ثواب مل جائے گا۔

**عيون المسائل للسمرقندي الحنفي (ص: 71) أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ) مطبعة أسعد، بغْدَاد:**

وقَالَ مُحَمَّدٌ: في رجل أوصى بأن يحج عنه ولم يبلغ ما أوصى أن يحج عنه إلا ماشياً فقَالَ: رجل أنا أحج عنه ماشياً من هاهنا، قَالَ: لا يجزيهم ولكن يحج عنه من حيث يبلغ راكباً.

**الدر المختار وحاشية ابن عابدين (72/2) دار الفكر-بيروت:**

(ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة (وكذا حكم الوتر) والصوم، وإنما يعطي (من ثلث ماله)-

قال ابن عابدين: (قوله وإنما يعطي من ثلث ماله) أي فلو زادت الوصية على الثلث لا يلزم الولي إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة. وفي القنية: أوصى بثلث ماله إلى صلوات عمره وعليه دين فأجاز الغريم وصيته لا تجوز لأن الوصية متأخرة عن الدين ولم يسقط الدين بإجازته. اهـ. وفيها أوصى بصلوات عمره وعمره لا يدرى فالوصية باطلة، ثم رمز إن كان الثلث لا يفي بالصلوات جاز-

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69353/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## محصر دم دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو حلال کیسے ہو گا؟

6) اگر کوئی شخص حلال ہونے کے لئے "دم" دینے کی استطاعت رکھتا ہو، مگر حرم میں دم ذبح کرنے والا کوئی شخص میسر نہ ہو یا یہ کہ سرے سے "دم" دینے کے لیے مالی استطاعت ہی نہ رکھتا ہو اور کسی سے قرض بھی حاصل نہ ہو سکتا ہو تو کیا حکم ہے؟ ایسا شخص کیسے حلال ہو گا؟

الجواب باسم ملهم الصواب

اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد محصر ہو جائے اور وہ حرم شریف میں دم نہ دے سکتا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے:



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن ALMUFTI ONLINE
دارالافتاء جامعۃ الرشید سے جاری ہونے والا ہر فتویٰ درج کیے گئے سوال کے مطابق دیا جاتا ہے، اگر صورتحال پوچھے گئے سوال کے برعکس ہو تو فتویٰ کالعدم سمجھا جائے گا۔

**پہلی صورت:** وہ شخص دم دینے کی مالی استطاعت رکھتا ہو، مگر اس کے لیے حرم شریف میں جانور ذبح کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو، مثلا: اس کا کوئی جاننے والا شخص حرم شریف میں موجود نہ ہو اور کوئی اجنبی شخص بھی دم دینے کے لیے وکیل بننے کو تیار نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے لیے سوال نمبر (2) کے جواب میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے ایک متوسط درجہ کے جانور کی قیمت صدقہ کرنے یا شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اسی مقام (جس شہر میں عمرہ کے افعال ادا کرنے سے روک دیا گیا) پر دم دینے کے بعد احرام کھولنے کی بھی گنجائش ہے۔

**دوسری صورت:** اس شخص کے اندر دم دینے کی مالی استطاعت موجود نہ ہو اور کسی شخص سے قرض یا عطیہ وغیرہ لینے کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو اس کے لیے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ جو شخص حدودِ حرم میں جانور ذبح کرنے اور ایک متوسط درجہ کے جانور کی قیمت صدقہ کرنے کی مالی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے لیے روزے رکھنا بھی جائز ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک متوسط جانور کی قیمت کی مارکیٹ میں جتنی گندم فروخت کی جاتی ہو اس کے ہر نصف صاع گندم کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا لازم ہوگا، مثلا: اگر ایک متوسط جانور (بکرا، دنبہ یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ) کی قیمت دس ہزار روپے ہو اور فی من گندم دو ہزار روپے کے حساب سے پانچ من (دو سو کلو گرام) بنتی ہو اور نصف صاع کی مقدار حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق 2.249 کلو گرام ہے، اس اعتبار سے ایسے شخص کو تقریباً تین ماہ (89 دن) روزے رکھنا لازم ہے۔

لیکن اگر کسی شخص میں مرض یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے اتنے روزے رکھنا بھی مشکل ہو تو اس کے لیے ضرورت کے وقت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرنے کی بھی گنجائش ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر محصر ہدی یعنی جانور اپنے ساتھ لے کر گیا ہو تو اس کو ذبح کر کے حلال ہو جائے اور اگر جانور ساتھ نہ لے گیا ہو، جیسا کہ آج کل عموما ایسا ہی ہوتا ہے تو اس صورت میں بغیر کسی دم کے حلال ہونا جائز ہے، نیز مالکیہ کے مذہب پر عمل کرنے کی صورت میں اس پر عمرہ کی قضاء بھی لازم نہیں ہوگی، کیونکہ فقہائے مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک صرف فرض حج کی ادائیگی سے احصار کی صورت میں حج کی قضاء لازم ہوتی ہے۔

**نوٹ:** واضح رہے کہ محصر کے حلال ہونے کے لیے دم دینا صحیح اور صریح نصوص سے ثابت ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مذہب ہے، لہذا محصر کو چاہیے کہ اوّلا کسی سے قرض، عطیہ یا زکوۃ (اگر مستحق زکوۃ ہو) وغیرہ لے کر دم دینے یا کم از کم اس کی قیمت صدقہ کرنے کی



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن

کوشش کرے، اگر اپنی ہمت کی حد تک کوئی بھی صورت ممکن نہ ہو تو روزے رکھے، اگر اس کی بھی صلاحیت نہ ہو تو پھر بامرِ مجبوری امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرے، کسی معمولی عذر کو دم نہ دینے کا بہانہ نہ بنائے۔

**تحفة الفقهاء (417/1) دار الكتب العلمية، بيروت:**

ومنها أن المحصر إذا لم يجد الهدي ولا ثمن الهدي لا يحل بالإطعام والصوم بل يبقى محرما إلى أن يجد الهدي الإحصار فيذهب إلى مكة فيحج إن بقي وقت الحج وإن فات وقت الحج فيتحلل بأفعال العمرة.

هذا هو المشهور من قولناوقال عطاء بن أبي رباح يحل بالإطعام ثم بالصوم بأن يقوم الهدي طعاما فيتصدق به على المساكين وإن لم يجد الطعام يصوم لكل نصف صاع يوماوبه أخذ أبو يوسف في رواية.

**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (180/2) دار الكتب العلمية، بيروت:**

وقال عطاء بن أبي رباح في المحصر لا يجد الهدي: قوم الهدي طعاما وتصدق به على المساكين، فإن لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يوما، وهو مروي عن أبي يوسف.

**البناية شرح الهداية (448/4) دار الكتب العلمية-بيروت:**

(وتجزئه البقرة والبدنة أو سبعها كما في الضحايا) ش: أي يجزئه سبع البقرة أو سبع البدنة كما في الأضحية، وعن أبي يوسف - رَحِمَهُ اللَّهُ -: أن عطاء قال: للمحصر إذا لم يجد الهدي، قوم الهدي طعامًا يتصدق به على المساكين، فإن لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يومًا، وقال أبو يوسف: قول عطاء أحب إلي.

**التاج والإكليل لمختصر خليل (292/4) دار الكتب العلمية، بيروت:**

**[باب موانع الحج من الإحصار وغيره]**

فصل (وإن منعه عدو أو فتنة أو حبس لا بحق بحج أو عمرة فله التحلل). اللخمي: لا خلاف فيمن أحصر بعدو وهو محرم بحج أو عمرة أن له أن يحل ولا قضاء عليه إذا لم تكن حجة الإسلام.

وفيها لمالك: والمحصر بعدو غالب أو فتنة في حج أو عمرة يتربص ما رجا كشف ذلك، فإذا يئس فليحلل بموضعه حيث كان من البلاد في الحرم أو في غيره ولا هدي عليه إلا أن يكون معه هدي فينحره هناك ويحلق ويقصر ويرجع إلى بلده، ولا قضاء عليه لحج ولا عمرة إلا أن يكون صرورة فلا يجزئه ذلك لحجة الإسلام، وإن أخر حلاق رأسه حتى رجع إلى بلده حلق ولا دم عليه.



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

التهذيب في اختصار المدونة (1/580) أبو سعيد ابن البراذعي المالكي (المتوفى: 372هـ) دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث، دبي:

والمحصر بعدو غالب أو فتنة في حج أو عمرة يتربص ما رجا كشف ذلك، فإذا يئس من أن يصل إلى البيت فليحل بموضعه حيث كان من البلاد، في الحرم أو غيره، ولا هدي عليه إلا أن يكون معه هدي فينحره هناك ويحلق أو يقصر، ويرجع إلى بلده ولا قضاء عليه لحج ولا عمرة إلا أن يكون صرورة فلا يجزيه ذلك من حجة الإسلام، وعليه حجة الإسلام [من] قابل. وإن أخر حلاقه حتى رجع إلى بلده [حلق] ولا دم عليه.

الذخيرة للقرافي (3/187) أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي الشهير بالقرافي (المتوفى:684هـ) دار الغرب الإسلامي-بيروت:

وللمحصر بعدو خمس حالات يصح الإحلال في ثلاث ويمنع في وجه ويصح في وجه إن شرط الإحلال فالثلاثة أن يكون العدو طارئا بعد الإحرام أو متقدما ولم يعلم أو علم وكان يرى أنه لا يصده فصده ففي هذه يجوز التحلل لفعله – صلى الله عليه وسلم – فإنه كان يعتقد أن المشركين لا يصدونه وإن علم أنهم يمنعونه أو شك لم يحل إلا أن يشترط الإحلال في صورة الشك كما فعله ابن عمر رضي الله عنهما وإن صد عن طريق وهو قادر على الوصول من غيره لم يجز له التحلل إلا أن يضر به الطريق الآخر والبعد ليس بعذر فرعان: الأول في الكتاب المحصر بعدو غالب أو فتنة في الحج أو عمرة يتربص ما رجا كشف ذلك ويتحلل بموضعه إذا أيسر حيث كان من الحرم وغيره ولا هدي عليه وإن كان معه هدي نحره ويحلق أو يقصر ولا قضاء عليه ولا عمرة إلا الصرورة فعليه حج الإسلام.

المعونة على مذهب عالم المدينة (ص: 502) أبو محمد عبد الوهاب بن علي بن نصر الثعلبي البغدادي المالكي (المتوفى: 422هـ) المكتبة التجارية، مكة المكرمة:

فصل [-في حكم العمرة]: والعمرة سنة مؤكدة وليست بفريضة خلافا للشافعي ، لقوله صلى الله عليه وسلم وسئل عن الحج أفريضة هو؟ فقال: "نعم"، قيل: والعمرة؟ قال: "لا ولأن تعتمر خير لك" ، وقوله: "الحج جهاد والعمرة تطوع" ، وقوله: "من مشى إلى مكتوبه فهي كحجة، ومن مشى إلى تطوع فهي كعمرة تامة"، ولأنه نسك ليس له وقت معين فلم يكن فرضا أصله طواف القدوم، ولأن فرائض الأبدان المتعلقة بمكان مخصوص يتعلق بزمان معين، فلما لم يكن للعمرة زمن معين انتفى بذلك كونها فرضا.



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
AL MUFTI ONLINE

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69354/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 17.3.2020 |

## محصر احرام کی حالت میں وطن واپس آگیا

7) اگر کوئی محصر شخص حکمِ شرع سے ناواقف تھا یا سادگی کی بناء پر وہاں انتظام نہ کر سکنے کی وجہ سے دم نہ دے سکا اور ویسے ہی اپنے ملک پہنچ گیا تو کیا حکم ہو گا؟

الجواب باسم ملہم الصواب

صورتِ مسئولہ میں اگر محصر آدمی دم دیے بغیر حرم سے واپس آگیا تو وہ ابھی تک احرام کی حالت میں ہی ہے، لہذا اس پر لازم ہے کہ فوری طور پر حرم میں کسی شخص کو وکیل بنا کر دم دے اور پھر احرام کھول دے، نیز اگر حرم میں جانور ذبح کرنے والا کوئی باعتماد شخص میسر نہ ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے ایک متوسط جانور کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کر کے احرام کھول دے اور پھر آئندہ زندگی میں کسی وقت اس عمرہ کی قضاء کر لے۔

نیز اس صورت میں فقہائے شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش نہیں، کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ جہاں احصار کا تحقق ہوا ہو وہیں یا حرم میں دم دینا جائز ہے، کسی تیسری جگہ پر دم دینے کی گنجائش نہیں۔ جبکہ مذکورہ صورت میں اس شخص پر احصار کا تحقق حرم شریف میں ہوا ہے، کیونکہ وہاں پہنچ کر اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے سے روکا گیا ہے، اس لیے مذکورہ صورت میں شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرم میں ہی دم دے گا، جیسا کہ عبارات سوال نمبر (2) کے جواب میں گزر چکی ہیں۔



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

| | | | |
|---|---|---|---|
| حوالہ نمبر: 10427/41 | فتویٰ نمبر: 69355/59 | سائل: یوسف افتخار | مجیب: محمد نعمان خالد |
| مفتی: مفتی محمد صاحب | مفتی: محمد حسین خلیل خیل | مفتی: سید عابد شاہ | مفتی: |
| کتاب: عبادات کا بیان | باب: حج سے متعلق مسائل | | تاریخ: 12.3.2020 |

## سلے ہوئے کپڑے پہن کر عمرہ کرنے کا حکم

8) اگر حکومتی پابندی کے باوجود حکام کو دھوکہ دے کر کسی بہانے حرم میں پہنچ کر مثلاً سلے ہوئے کپڑوں میں یا رنگین چادروں میں عمرہ کے افعال اداء کرلے تو کیا حکم ہوگا؟

### الجواب باسم ملہم الصواب

اگر اس شخص نے احرام یعنی عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ کر سلے ہوئے کپڑوں میں عمرہ کیا ہے تو اس صورت میں اس کا عمرہ ہوگیا، البتہ سلے ہوئے کپڑے پہننے کی وجہ سے صدقہ یا دم واجب ہوگا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر ایک دن یا ایک رات سلے ہوئے کپڑے پہنے رکھے تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم وقت پہنے تو صدقۂ فطر کی مقدار گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا، یہ بھی یاد رہے کہ دم حدودِ حرم میں ہی دینا ضروری ہے، البتہ صدقہ کسی بھی جگہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے ان سِلی رنگین چادریں پہن کر عمرہ کیا ہے تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں، کیونکہ حالتِ احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، رنگین پہننا منع نہیں۔

لیکن اگر اس شخص نے احرام باندھے بغیر ہی عمرہ کرلیا ہے، یعنی عمرہ کی نیت سے تلبیہ نہیں پڑھا تو اس صورت میں اس کا احرام نہیں ہوا، جبکہ احرام باندھنا حج اور عمرہ دونوں کے لیے شرط ہے، اس لیے شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کا عمرہ نہیں ہوا، البتہ اس صورت میں حرم شریف میں بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے ایک دم اور عمرہ کی قضاء لازم ہے، البتہ اگر یہ شخص اسی سال واپس آکر میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرلے تو عمرہ کی قضاء بھی ہوجائے گی اور دم بھی ساقط ہوجائے گا۔

**تحفة الفقهاء (419/1) دار الكتب العلمية، بيروت:**

وأما مسائل المحظورات فنقول إذا لبس المحرم المخيط فإن كان يوما كاملا فعليه دم فأما إذا كان في بعض اليوم فإنه يجب عليه صدقة لأن لبس المخيط إنما حرم لكونه من مرافق المقيمين واللبس يوما كاملا يكون استمتاعا كاملا فعليه دم وإلا فيجب بقدره من الصدقة بأن يقسم قيمة الهدي على ساعات اليوم فما يصيب ذلك الوقت الذي ليس فيه يجب عليه بقدره وكذا قال بعض أصحابنا.



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

وروي عن أبي يوسف أنه يطعم نصف صاع من بر وكل صدقة في الإحرام غير مقدرة فهي نصف صاع إلا في قتل الجرادة والقملة فهي كف من طعام ولو لبس جميع الثياب ولبس الخفين أيضا لا يلزمه إلا جزاء واحد لأن الجنس واحد۔

**تحفة الفقهاء (392/1) دار الكتب العلمية، بيروت:**

وأما ركن العمرة فشيئان الطواف والسعي والإحرام شرط أدائها والحلق أو التقصير شرط الخروج۔

**درر الحكام شرح غرر الأحكام (255/1) دار إحياء الكتب العربية:**

(دخل مكة بلا إحرام لزمه حج أو عمرة وصح منه) أي مما لزمه بسبب دخول مكة بغير إحرام (لو خرج) في عامه ذلك إلى الميقات وأحرم (وحج عما عليه في ذلك العام لا بعده)

**البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (53/3):**

(قوله: ومن دخل مكة بلا إحرام ثم حج عما عليه في عامة ذلك صح عن دخول مكة بلا إحرام، وإن تحولت السنة لا) ؛ لأنه تلافى المتروك في وقته؛ لأن الواجب عليه تعظيم هذه البقعة بالإحرام كما إذا أتاها بحجة الإسلام في الابتداء بخلاف ما إذا تحولت السنة؛ لأنه صار دينا في ذمته فلا يتأدى إلا بإحرام مقصود كما في الاعتكاف المنذور فإنه يتأدى بصوم رمضان من هذه السنة دون العام الثاني۔

واللہ سبحانہ وتعالی أعلم

محمد نعمان خالد

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

21/رجب المرجب 1441ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

۲۲/رجب ۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

آفتاب احمد

۲۲/رجب ۱۴۴۱ھ

دارالافتاء جامعۃ الرشید

الجواب صحیح

۲۲/۷/۱۴۴۱ھ



+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

10427/41

دارالافتاء جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ "کوروناوائرس" کی وجہ سے معتمرین کو درپیش مشکلات کا حل کیا ہے؟

1. بعض معتمرین نے صرف احرام کی چادریں پہنی ہوتی ہیں تلبیہ پڑھنے سے پہلے ان کو احصار کا علم ہوا

2. بعض نے احرام کی چادر پہننے کے ساتھ ساتھ تلبیہ بھی پڑھ لی ہے ان کے لئے کیا حکم ہے؟

3. کئی معتمرین سفری نظم کے تحت ایک عمرہ کر چکے ہیں لیکن مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ اور پھر مکہ مکرمہ سے واپس اپنے ملک آنا ہوتا ہے اس نظم کو حکومتی قوانین کی وجہ سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا جیسا پیکج ہوتا ہے ویسا کرنا پڑتا ہے کئی معتمرین نے مسجد علی رضی اللہ عنہ (ذی الحلیفہ) سے احرام باندھا لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حکومت نے عمرہ کرنے نہیں دیا، جبکہ فلائٹ کے اوقات میں ردوبدل تقریباناممکن ہے اس صورتحال میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیاان پر عمرہ کی قضاء لازم ہوگی؟ (جبکہ یہ حضرات جدہ تامکہ سفر میں اس سے قبل پیکج کے مطابق ایک عمرہ کر چکے ہیں)

4. یہ لوگ عمرہ کے احرام سے حلال کیسے ہونگے؟

5. اگر دوبارہ قضاء عمرہ کی استطاعت نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ (بعض معتمرین کو اہل خیر حضرات تبرعا بھیجتے ہیں، ذاتی طور پر استطاعت نہیں رکھتے)

6. اگر کوئی صاحب حلال ہونے کے لئے "دم" کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟ بسااوقات قرض دینے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

7. اگر کوئی ناواقفی (یعنی یا تو حکم شرع سے ناوقف تھا یا سادگی کی بناء پر وہاں انتظام نہ کر سکا) کی وجہ سے دم نہ دے سکا اور ویسے ہی اپنے ملک پہنچ گیا تو کیا حکم ہوگا؟

8. اگر حکومتی پابندی کے باوجود حکام کو چقمہ دے کر کسی بہانے پہنچ کر مثلا سلے ہوئے کپڑوں میں یا رنگین چادروں میں عمرہ کے افعال اداء کرلے تو کیا حکم ہوگا؟

ان مسائل کا فوری جواب درکار ہے، بینوا توجروا، واجرکم علی اللہ۔

یوسف افتخار

03212560445

دارالافتاء جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

سائل کا بی موجود ہے